نعت گوئی حضورؐ کی خاور
تیری پہچان ہو گئی ہو گی

فیضان عرفان

(حمد و نعت اور قطعات وغیرہ)

خاور سہروردی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت گوئی حضورؐ کی خاور   تیری پہچان ہو گئی ہو گی

فیضانِ عرفان

(حمد و نعت اور قطعات وغیرہ)

اللہ اللہ یہ شانِ عبدہٗ واللہ!
حقّہ اور بلند ہر سُو ہے
اُن کا ہر قول و فعل ادا خاور
وحیِ متلو و غیر متلو ہے

خاور سہروردی

ناشران: حسیب خاور سہروردی۔ رمیز خاور سہروردی

61-مدینہ (سابقہ یثرب) کالونی ملتان روڈ لاہور۔ فون: 7599887

جملہ حقوق بحق فرزندان حسیب خاور سہروردی، رمیز خاور سہروردی محفوظ

نام کتاب : فیضان عرفان
مطبع :
تعداد : 500
کمپوزنگ : انکشاف کمپوزرز لاہور
طبع : اول اشاعت 2004ء
قیمت : -/75 روپے

فروخت کنندگان: 1- زین حسیب خاور۔ حسن حسیب خاور۔ معز رمیز خاور
61۔ مدینہ (سابقہ یثرب) کالونی ملتان روڈ لاہور فون: 7599887
2- میسرز نذیر سنز A-40 اردو بازار لاہور۔ فون: 7123219
3- سیرت فاؤنڈیشن داتا گنج بخش مارکیٹ لاہور

(بقیہ) خاور سہروردی کی تصانیف پر آراء

فرمودات سید احمد شاہ قادریؒ (70 صفحات)

اس بلند پایہ ولی اللہ کی خدمت میں حاضری کے دوران بالمشافہ شنیدہ ارشادات کا یہ مجموعہ اگرچہ ضخامت میں مختصر ہے مگر اپنی معنویت و مقصدیت کے لحاظ سے جامع ہے۔

(ڈاکٹر حسن جہانگیر ہمدانی، کیلیفورنیا U.S.A)

یادگارِ سہروردیہ (704 صفحات)

مشاہیر بزرگانِ سہروردیہ اور کبرویہ کے حالات پر مشتمل یہ اجمالی تذکرہ اپنی منفردیت، اہمیت اور جامعیت کے لحاظ سے ایک عمدہ ریفرنس بک شمار کیا جا سکتا ہے۔ جس کی افادیت ہمارے نزدیک مسلمہ ہے۔ اسے ہر لائبریری کی ہی نہیں بلکہ محبان اللہ کے ہر گھر میں زیب و زینت بننا باعثِ سعادتِ دارین ہوگا تاکہ موجودہ اور آئندہ آنی والی نسلیں بزرگانِ سلسلہء عالیہ سہروردیہ کی ٹھوس علمی، دینی اور باطنی سرگرمیوں سے کماحقہٗ آگاہی و عرفان حاصل کرتی رہیں۔

(عباس بیگ مرزا، ایڈووکیٹ و ممبر کارپوریٹ لاز)

خاور سہروردی کی نعت نگاری

ظفر علی راجا

شاعری کو اگر کسی الہامی کیفیت کا لفظی اظہار مان لیا جائے تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ نعت گوئی اس کیفیت کی ارفع ترین سطح پر اپنے تخلیقی جوہر کو منکشف کرنے کا نام ہے۔ گزشتہ نصف صدی کو اردو ادب کی تاریخ میں یہ امتیاز حاصل رہے گا کہ اس تمام عرصہ میں نعت کا میدان نہ صرف بہت تیزی سے وسعت پذیر رہا بلکہ تخلیقی وجدانی اور روحانی زاویوں سے اس صنفِ سخن میں حیرت انگیز اور دل خوش کن تجربات کے رنگا رنگ اور سدا بہار پھول اس کثرت سے کھلے کہ ہوس خیز دشتِ سخن ایک معطر اور پاکیزہ گلستان میں ڈھلتا چلا گیا۔ اس طرح ادبی منظر نامے میں غزل، نظم، مرثیہ، ہائیکو، قطعات اور رباعیات جیسی مضبوط اور توانا اصناف کے مقابلے پر نعت اپنی ایک منفرد اور مستقل شناخت تسلیم کروانے میں کامیاب قرار پائی۔ اس عرصے میں اردو ادب کے نامور اور معتبر ترین شعراء نے نہ صرف نعت کو اپنے کلام کا اعزاز بنایا بلکہ اپنے نعتیہ مجموعے بھی پورے اہتمام اور عقیدت سے شائع کیے۔ اس طرح نعت گوئی کی ایک توانا روایت سینئر شعراء کی صفوں میں نئے شعراء کو منتقل ہوتی چلی گئی۔ گزشتہ چند برسوں میں نعت گوئی کے حوالے سے بہت سے نئے نام سامنے آئے ہیں۔ خاور سہروردی بھی انہی نئے نعت گو شعراء کے قبیلے کے نمائندہ ہیں۔

خاور سہروردی نعت گوئی سے متعلق اپنا ایک الگ فلسفہ رکھتے ہیں۔ ان کا فلسفہ نعت دنیاداری، ظاہر داری یا دنیائے ادب میں ابلاغ ناموری کو سختی سے رد کرتا ہے اور سچے عشق و محبت، جوشِ جنون اور والہانہ عقیدت کو گل ہائے نعت کی صورت صرف اور صرف محبوبِ خدا، رسولِ آخر حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرنے کو اپنا مقصدِ نعت گوئی قرار دیتا ہے اور یوم آخر حضور اقدسؐ کے مدحت گزاروں کی فہرست میں اپنا نام شامل دیکھنے کی تمنا کو اپنا مقصدِ وحید جانتا ہے۔ خاور سہروردی کے جذب و عقیدت کی شدت کا اثبات نعت کی طرف ان کی مسلسل توجہ سے ہوتا ہے۔ مختصر عرصے میں وہ چار منظوم کتب مرتب کر چکے ہیں (جن میں سے تین شائع ہو چکی ہیں) "فیضانِ عرفان" ان کا چوتھا مجموعہ ہے (ان تمام مجموعوں میں معتد بہ حصہ نعتیہ کلام کا ہے)

خاور سہروردی کی نعت کا جائزہ لیا جائے تو ان کا طرزِ سخن کئی حوالوں سے اپنی ایک الگ پہچان بناتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ خاور سہروردی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے سلسلہ سہروردیہ کے فردِ فرید ہیں اور اس سلسلے کے ایک عظیم روحانی بزرگ حضرت سید ابو الفیض قلندر علی سہروردیؒ کے مرید ہیں ان کے توسط سے حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر گیلانی اور پھر منبع رحمت عالم، پیغمبر آخر الزماں تک روحانی رسائی حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح ان کی نعت میں نعت کے مروجہ پیمانوں اور اصولوں کے ساتھ ساتھ تصوف کی وجد آفرینی اور تغزل کی چاشنی بھی جا بجا اپنی بہار دکھاتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ان کی نعت اپنے روحانی شیخ کی نگاہ

التفات سے جلا پاتی اور فروغ حاصل کرتی ہے۔ وہ اللہ تبارک تعالیٰ' اللہ کے محبوبؐ کے ساتھ ساتھ اللہ والوں کی غلامی کو بھی اپنی فلاح کا ذریعہ جانتے اور مانتے ہیں:۔

انہی اللہ والوں کی غلامی میں رہو خاور　　فلاحِ دو جہاں کا بس یہی حتمی وسیلہ ہے

خاور سہروردی کی فکر سے اختلاف کا حق اپنی جگہ۔ لیکن یہ اسی مکتب فکر کا کرشمہ ہے کہ ان کے کلام میں اللہ والوں کی توصیف بھی نعت کے موضوعات میں پوری طرح شامل دکھائی دیتی ہے اور وہ اپنے مرشد کی توجہ' معرفت' سلوک اور طریقت کے سہروردی زینے سے شریعت کی بلندی تک رسائی کی سعی کرتے ہیں۔

فاش خاور ہیں ہم پہ سِرّ و رموز　　سہروردی کی ہی طریقت سے

......

اگر خاور طلب ہے معرفت کی　　تو بے مرشد نہیں ممکن رسائی

......

تری رضا ہی کے طالب فقیر ہم بھی ہیں　　جو اِک نگاہِ کرم ہو تو میر ہم بھی ہیں

رہِ سلوک میں خاور سلاسل و نسبت　　عجب سعادت و نعمت کہ سامنے ہیں حضورؐ

خاور سہروردی روحانی دنیا میں سفر کرتے ہوئے عمل کو علم کی پہلی سیڑھی قرار دیتے ہیں اور صوفیاء اولیاء کے نقشِ قدم پر عقیدت اور معرفت کی وادیوں میں پیش قدمی کرتے ہوئے شریعت کے علم سے اپنے وجدان کا چراغ روشن کرتے ہیں۔

شریعت میں ہے علم اوّل' طریقت میں عمل اوّل

انسانی مزاج پر لطیف وجدانی کیفیت طاری ہو تو اس کے رہوارِ فکر کی رفتار میں ایک مخصوص ردھم یا آہنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ شاعری میں یہ ردھم نعت کے آہنگ کو تغزل آشنا کرتے ہوئے غزل کے قریب لے جاتا ہے۔ خاور سہروردی کے ہاں بھی یہ کیفیت دیکھنے میں آتی ہے۔ بعض اوقات تو غزل اور نعت کے رنگ اس قدر قریب آ جاتے ہیں کہ یک جان و دو قالب کا سا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً

جہتِ قبلہ' ان کے رخ کو عمر بھر سمجھا کیئے　　چہرۂ انور کو ہی پیشِ نظر سمجھا کیئے
نقطہ نقطہ جو نظر آئے خرابے دُور سے　　ہم انہیں منزل ہی کے دیوار و در سمجھا کیئے

......

دل کو نذرِ نگار کرتے ہیں　　اور تماشائے یار کرتے ہیں

......

جلوتوں خلوتوں کی گھڑیوں میں　　بس میسّر ہو قربِ جانانہ

تیری زلفوں کو چومتے ہی نسیم　　عالم افشان ہو گئی ہو گی

......

جب تصور میں آن ملتے ہیں　　منزلوں کے نشان ملتے ہیں

......

ہے وہی حسن کا انداز نرالا اب بھی　　نُور در نُور ہے باطن سے اجالا اب بھی

خاور سہروردی کے کلام کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ اپنی شاعری میں اللہ کی آخری کتاب سے رہنمائی کو ایک مستقل رویے کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور اپنی سوچ کو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کرنے کیلئے کتاب اللہ کے الفاظ و اصطلاحات کو اپنی نعت میں سموتے چلے جاتے ہیں لہٰذا امتِ واحدہ' خیر الامم' کلو واشربو' واللیل' ذائقۃ الموت' لاتقنطو' و استغفرو' امر معروف' نہی المنکر' اطیعو الرسول جیسی بہت سی قرآنی تفاہیم ان کے اشعار میں گاہے گاہے اپنی چمک دکھاتی ہیں۔ کبھی کبھی وہ کسی قرآنی مفہوم کو تھوڑے ردو بدل سے شعری سانچے میں ڈھالنے کا ہنر بھی بروئے کار لاتے ہیں۔ مثلاً

اللہ نے کہا جنہیں "احساں بہ مومنیں"   شاہا یہی تو محسنِ رحمت نشان ہیں

اسی طرح ایک خاص روحانی سلسلے سے منسلک ہونے کے باوصف ان کے کلام میں صوفیانہ الفاظ و اصطلاحات بھی بے تکلفی سے استعمال ہوئی ہیں مثلاً پیر کامل' قلندر' شیخ' باطن' عرفان' قلب' تزکیہ' حضوری' تصرف اور تجلی جیسے الفاظ کو انہوں نے تصوف کے حوالے سے اپنی نعت کا حصہ بنایا ہے۔

خوشا حسنِ تجلی کا یہ پرتو   کہ ذرہ مہرِ کامل ہو گیا ہے

خاور سہروردی جب مذکورہ بالا منازلِ سلوک سے گزر کر خالصتاً نعتیہ مضامین کی طرف آتے ہیں تو ان کی شاعری میں غم فراق اور درد ہجر سے قرب اور حضوری کی لذتوں تک کی تمام جذباتی کیفیات کے رنگ قوس و قزح کی طرح پہلو بہ پہلو اور تہ بہ تہ سجے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آستانہ رسولؐ سے دوری ایک درد انگیز دعا بن کر ان کے لبوں پر پھیل جاتی ہے۔

شہِ بطحاؐ کرم بر بے نوائے   مری آہ و فغاں اب رنگ لائے

اور پھر ایک لمحہ قبولیت ایسا آتا ہے کہ دعاؤں کو پذیرائی ہونے لگتی ہے اور شاعر اپنی ذات میں ایک نئے عرفان کا ادراک کرتا ہے۔

رقتِ قلب و چشمِ پُر نم سے   لمحہ لمحہ فراز ہوتا گیا

تب شاعر حرفِ تمنا اپنی زبان پر لاتا ہے۔ اور اس حصولِ سعادت کا اظہار کرتا ہے جس کا خواب وہ ہمیشہ سے دیکھتا رہا ہے۔

مری یہ انتہائے جستجو ہے   کہ تیری ذات ہر دم روبرو ہے

اس کے بعد وہ منزل قریب آجاتی ہے جسے شاعر اپنی انتہائے جستجو قرار دیتا ہے۔ قربِ منزل اس کے دل میں خوشی کے پھول کھلا دیتی ہے اور وہ اپنی ذات کی تقویم سے عید کی سی مسرت آشنائی کا اہتمام کرنے لگتا ہے۔

میلاد منائیں گے' مناجات کریں گے   تقریب یہی بہرِ ملاقات کریں گے

پھر شاعر اپنے روحانی تجربات کی بالیدگی میں لذتِ وصل سے آشنا ہوتا ہے اور لاشعور میں برپا ہونے والی تجلیات کے انعامِ ربانی کو ان الفاظ کے پیکر میں خراج پیش کرتا ہے۔

نورِ خدا کے پیکرِ انور حضورؐ ہیں   یعنی تجلیات کے محور حضورؐ ہیں

تب شاعر کے بطون میں سرشاری اور خودسری کا احساس جنم لیتا ہے اور زندگی کی ہر نعمت اسے اپنے دامانِ دسترس میں محسوس ہونے لگتی ہے۔

اُسے گویا ہر اک نعمت ہے حاصل ۔۔۔ جسے دامن تمہارا مل گیا ہے

اس مرحلے پر اسے نبی آخرالزمان، رحمت العالمین، فخرِ دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکات کی کائنات گیر اور ماورائے کائنات اثر پذیری سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

رواں ہر سُو ہے فیضانِ نبوت ۔۔۔ زمیں ہو آسماں ہو لامکاں ہو

اور موجودات و مخلوقات کے ساتھ آنحضورؐ کی ہمہ گیر محبت آشکار ہوتی ہے۔

آپ ہیں مختارِ کُل اور پیکرِ جُود و سخا ۔۔۔ جن کے ہاتھوں بٹ رہا ہے سارا صدقہ عشق کا

پھر شاعر اس منطقی نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اللہ بزرگ و برتر کے بعد آنجناب کا دامانِ شفقت ہی ان کے چاہنے اور ماننے والوں کا واحد آسرا ہے اور اس کے ساتھ منسلک رہنا ہی توشہء دنیا و آخرت ثابت ہو سکتا ہے۔

ہم تو سرکار کے دامن سے رہیں گے لپٹے ۔۔۔ کہ بجز ان کے ہمارا تو سہارا بھی نہیں

خاور سہروردی کی اپنی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کے ہاں بے پایاں جذبات، شعلہ ساماں ذوقِ طلب اور عشق کے ولولہء شوق نے ایک نوائے عاشقانہ کا روپ دھار کر نعت گوئی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ ان کا کلام دیکھ کر ان کی یہ بات درست معلوم ہوتی ہے۔ وفورِ جذبات کے سیلِ عقیدت میں کہیں کہیں وہ بندِ اوزان کو بھی شوکتِ الفاظ کے ساتھ بہالے جاتے ہیں اور شاعرانہ نزاکتوں کو قوتِ اظہار کی عمارت تلے دباتے ہوئے سخنوری کا میدان سر کرتے ہیں۔ [1] مجھے یقین ہے کہ فنِ شعر گوئی میں ان کے آئندہ تجربات انہیں سچی عقیدت کے ساتھ ساتھ تنقید کی فنی کسوٹی پر بھی سرخرو کریں گے۔ ایک احساسِ عجز کے ساتھ خود خاور سہروردی نے مندرجہ ذیل شعر میں جس تمنا کا اظہار کیا ہے وہ بہ فیضِ خلوص پوری ہو کر رہے گی۔

کہاں خاور کہاں تیری مدح خوانی مگر شاید ۔۔۔ مرا بھی نام آجائے ترے مدحت سراؤں میں

ظفر علی راجا

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور

اتوار 9 مارچ 2003ء

◆

[1] عرضِ خاور محترم راجہ صاحب تنبیہ کا بے حد شکریہ۔ اپنی علمی بساط کے مطابق نظرِ ثانی کر دی ہے۔ تاہم بقول جگر مرادآبادی:۔

اے رحمتِ تمام! مِیری ہر خطا معاف ۔۔۔ میں انتہائے شوق میں گھبرا کے پی گیا

■

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہاں خاور کہاں یہ نعت گوئی

اے خیر الانام! محبوب ذوالجلال والاکرام! اے ہمہ تن نور و رحمتِ مجسم! اے مرکزِ تجلیاتِ منبع حسنات و رونقِ شش جہات! یہ عاجز و بے نوا خاک پائے اولیاء تیری رحمتِ بے پایاں کے سہارے تیری بارگاہ عالیہ میں ایک مدت سے ہدیہ ہائے نعت کے سبد ہائے گل پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا آرہا ہے۔ تادم تحریر یہ چوتھا مجموعہ نیاز مشتمل بہ کلام 2002ء بحضور ناز ہے۔ مگر اے خیر البشر! اے بعد از خدا بزرگ تر! حقیقی معنوں میں حضورِ پر نور کی مدحت و توصیف کی بھلا کس میں ہمت اور کسے یارا؟ مرزا غالب بھی بے اختیار پکار اٹھے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

لہٰذا یہ گل ہائے محبت و عقیدت جو محض حضورؐ کی خوشنودی اور حسن رضا کے حصول کی ایک طلب صادق ہے اور اک کوشش والہانہ و عاجزانہ اس امید پر کہ اگر حضورؐ کے دربار منور سے قبولیت کی سند مل جائے تو بفضل تعالیٰ فلاح دارین کا یقیناً سبب بن جائے۔ و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

کہاں خاور کہاں تیری مدح خوانی مگر شاید

مرا بھی نام آجائے ترے مدحت سراؤں میں

خوش الحان نہیں کہ محافلِ نعت میں خوش گلوئی سے انہیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر پاتا۔ بے عمل اور ہیچ مدان ہوں کہ مشاعروں میں شامل ہو کر ہدیہ تبریک پیش کرسکتا لہٰذا اپنے عشق و محبت جوشِ جنوں اور والہانہ عقیدت کی واردات قلبی کو جو بصورت نعتیہ کلام منصۂ شہود پر آ گئی ہیں حضورؐ کے دربار عالیہ میں بباطن بوساطت اپنے پیر و مرشد کامل قطب زماں رسول نما حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی الگیلانی پیش کر رہا ہوں ع گر قبول افتد زہے عز و شرف:

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر

اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

خاکِ رہِ صاحب نظراں

خاور سہروردی

جمعۃ المبارک 29 شوال 1423ھ

مطابق 3 جنوری 2003ء

61۔ مدینہ (سابقہ یثرب) کالونی ملتان روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆

اولادِ رسول۔ ابنِ علیؓ

اپنے پیر و مرشد کہ کامل ولی

غوثِ خفی و غوثِ جلی

ابوالفیض سید قلندر علیؒ

رسول نما و مجدّدِ سلسلہ سہروردی

کے آبا

دین کے مُحی

غوث الاعظم سید عبدالقادر گیلانیؒ

کے نام نامی

جن کا قدم مبارک بر ہر گردنِ ولی

جن سے اصفیا کی محبت منتہی

اور اہلِ وفا کی حتمی بہ دلی!

غوث الاعظمؒ درمیانِ اولیاؒء

چوں محمدؐ درمیانِ انبیاؑء

○

حسن ناز۔ عشق نیاز

اے دلِ بے قرار سن! اے دلِ زار زار سن!

حسن غیوب میں نہاں حکمتیں جس کی لا بیاں
اُس کی مشیت اور شاں؟ یعنی یہ شانِ خود عیاں

حسن سراپا ناز ہے
عشق ہمہ نیاز ہے

اے دلِ بے قرار سن! اے دلِ زار زار سن!

حسن قدیم و لازوال جس کی نہ کوئی حدِّ مثال
صاحبِ امر ذوالجلال کس کی بھلا وہاں مجال

حسن سراپا ناز ہے
عشق ہمہ نیاز ہے

اے دلِ بے قرار سن! اے دلِ زار زار سن!

معطی و کار ساز بھی فضل و کرم نواز بھی
رحمت کے در ہیں باز بھی مغنی و بے نیاز بھی

حسن سراپا ناز ہے
عشق ہمہ نیاز ہے

اے دلِ بے قرار سن! اے دلِ زار زار سن!

حسن کمالِ زین و زیب ناز و جمال دلفریب
فطرتِ عشق نا شکیب نالہ سرا۔ دریدہ جیب

حسن سراپا ناز ہے
عشق ہمہ نیاز ہے

اے دلِ بے قرار سن! اے دلِ زار زار سن!

حسن بذاتِ خود تمام قائم و دائم و دوام
عشق ہے جستجو خرام خیر الانامؐ کا غلام

حسن سراپا ناز ہے
عشق ہمہ نیاز ہے
اے دلِ بے قرار سن! اے دلِ زار زار سن!

ذاتِ عُلیٰ بھی نُور نور اُس کا نبی بھی نور نور
بطن و خفی بھی نور نور اور جلی بھی نور نور

حسن سراپا ناز ہے
عشق ہمہ نیاز ہے
اے دلِ بے قرار سن! اے دلِ زار زار سن!

میری امنگ اور ترنگ اُس کے کرم کا رنگ ڈھنگ
فکر و نظر میں اُس کا رنگ یاد اُسی کے سنگ سنگ

حسن سراپا ناز ہے
عشق ہمہ نیاز ہے
اے دلِ بے قرار سن! اے دلِ زار زار سن!

خاورِ خستہ بے نوا حمد سرائے دلربا
جذبِ دروں! ٹھہر ذرا عجز و ادب گہر مرا

حسن سراپا ناز ہے
عشق ہمہ نیاز ہے
اے دلِ بے قرار سن! اے دلِ زار زار سن!

☼

حمد

یہ مہر و ماہ و ثریا، یہ چرخِ نیلوفری
زبانِ حال سے گویا ہے تیری صنع گری
یہ دابتہ الارض، نباتات ماہی، حجر
ہے پرورشِ امم اور رزقِ بری، تری
ہر ایک دانے سے خوشہ کہ خورد و نوش بہم
بِنَہ زمین اگاتے ہو، بیج، شاخ ہری
ہیں پرورش کے بھی ساماں شکمِ مادر میں
کہ فکرِ رزق ہے ہر جاندار بری
اے بے مثال مثیل اور حفیظ کفیل!
تری ہی نشوونما سے تمام خلق بڑھی
سحاب و برق بہاراں ہو یا خزاں کی نمود
ترا جلال و جمال اور تری کمال تری
ہدایتوں کے یہ انوار، رحمتوں کا نزول
جگہ جگہ پہ نمایاں ہے، تیری جلوہ گری
جو کائنات مسخر ہے آدمی کے لئے
ہزار شکر ہے واجب اے ربِ خشک و تری!
ملی بشر کو فضیلت کہ اشرف المخلوق
ترے حبیبؐ کا نقشہ تری کمال تری
زہے فضل و کرم عطا یہ مومن کو
دلِ سلیم، رسا ذہن، نکتہ وری
زباں پہ نام ترا ہے، دل میں یاد تری
اسی ہی شغل میں خاورؔ ہو ختم سانس مری

دل جو معمور ہے زِعشقِ الٰہ　　دم بدم لا الٰہ الا اللہ
اسم سے فکر ہے مسمّٰی کا　　محویت ہو گئی ہے ذات رسا
عالمِ خواب ہو کہ بیداری　　حق نما اور آئینۂ خدا
خود شناسی خدا شناسی ہے　　راز پایا یہ از رسولُ اللہ
ذرّے ذرّے سے، پتے پتے سے　　نُورِ حق کا ہے برملا اجرا
جنّ و انس اور ملائکہ کا وجود　　خالقِ کل کی صنعتوں پہ گواہ
عرش اور فرش اور کائنات　　محو در تسبیح و ذکر و ثنا
عین فطرت کے تو مطابق ہی　　نعمتِ ذکرِ رب ہوئی ہے عطا
توئی رازق ہے توئی مالک ہے　　توئی معبود ہے ہر اک شے کا
واسطہ شاہِ طیبہؐ بطحیٰ کا　　عرض کس سے کروں میں تیرے سوا
دین و دنیا میں سُرخرو کر دے　　مشکلیں ساری حل ہوں میرے خدا
روزِ محشر ہوں پیش جب مولیٰ　　سامنا ہو نہ شرمساری کا

لاحصر نعمتیں ہیں مولیٰ تری
شکر خاور سے پھر ہو کیسے ادا؟

☼

عشق کو غیب میں نہاں ہو کر
حاصلِ کُن فکاں ہی ہونا تھا
حسن کو خود نمائی کی خاطر
تھی مشیّت عیاں ہی ہونا تھا

☆

فائدہ کیا علی الرسم لا و اِلاّ کا
بالیقیں دل سے ''لا الہ'' کہیئے
جب ہو حاصل فنائے تام، تو پھر
خاور ''اِلاّ اللہ'' برملا کہیئے

آہوں کی گھٹا میں چھائی ہیں اشکوں کی رم جھم جاری ہے
اک حشر کا عالم برپا ہے اور قلب پہ رقت طاری ہے
ہے جذبۂ شوق بے پایاں اور ذوقِ طلب شعلہ ساماں
عشق کی نار نورِ اُلفت رگ رگ جاری ساری ہے
کیوں صبر کی تلقیں کرتے ہو؟ کیوں گامِ بے جا دھرتے ہو
بے تاب نگاہوں اور دل پر ہر لحظہ بھاری ہے
مانا کہ سہانے خوابوں میں تسکین کا ساماں بھی کچھ ہے
پر وہ تو علاجِ درد نہیں جو لمحہ دید سے عاری ہے
اُس نیند کو مثلِ مرگ کہو جس نیند میں اُن کی دید نہیں
ہو جس میں میسر دید اُن کی وہ نیند نہیں بیداری ہے
اک پل کا یہ آنا جانا تو بیتاب زیادہ کرتا ہے
ہم نے تو بہرِ وصلِ دائم جان کی بازی ہاری ہے
یہ وصل کا عالم اللہ اللہ! تسکین و راحت حیرت بھی
ظاہر فنا کی کیفیت پر وجد کا عالم طاری ہے
دل کی غذا ہے ذکرِ دائم غافل ہو تو مردہ اُس دم
دنیائے دوں میں کھو جانا تو مہلک اک بیماری ہے
قرآں کی نعمت نورِ ظاہر کس کا صدقہ ہے یہ خاور؟
جو تکلم اللہ سے ہے حافظ ہو خواہ قاری ہے

☼

حسن ہے گرم تماشا رُخِ انور کی نمود
ذرہ ذرہ خود ہے خورشید کہ جو ہوش ربُود
وہ تحیر ہے کہ خیرت پہ بھی حیرت طاری
کہ زماں ہے نہ مکاں نہ کنارا نہ حدود

عشق عجز و نیاز ہوتا گیا
حسن بندہ نواز ہوتا گیا

ملتزم پر مرا وہ سر رکھنا
بس حضور و نیاز ہوتا گیا

جو نمازیں ہوئیں حرم میں ادا
اُن نمازوں پہ ناز ہوتا گیا

منکشف دل پہ راز ہوتے گئے
درِ ہر باب باز ہوتا گیا

دل کی بے تابیوں کو ضبط کہاں
قصۂ غم دراز ہوتا گیا

لحن اور قول کے کرشمے دیکھ
حرف بے صوت و ساز ہوتا گیا

رقّتِ قلب و چشمِ پُرنم سے
لمحہ لمحہ فراز ہوتا گیا

غمِ ہستی سے لاتعلق دل
بے غم و بے نیاز ہوتا گیا

نالۂ غم کا سوز ہی خاور
لَے بہ لَے ساز ہوتا گیا

☼

جنونِ عشق کامل ہو گیا ہے
حقیقت آشنا دل ہو گیا ہے

دلِ مومن ہے جب عرشِ الٰہی
تو جلوہ گاہِ منزل ہو گیا ہے

خوشا حسنِ تجلّیٰ کا یہ پَرتَو
کہ ذرّہ مہرِ کامل ہو گیا ہے

اچانک جونہی اُٹھی چشمِ ساقی
عجب ہی رنگِ محفل ہو گیا ہے

خدا جانے کہ خاکِ رہ میں مِل کر
یہ دل اُس در کے قابل ہو گیا ہے؟

تلاطم خیز وہ جوشِ طبیعت
جو ہر منزل میں حائل ہو گیا ہے

ترے نقشِ قدم پر ہے جو مومن
وہ مقبولوں میں شامل ہو گیا ہے

نکل کر ورطۂ حیرت سے خاور
بقا باللہ و واصل ہو گیا ہے

☼

لب پہ ترا ہی نام ہے' دل میں ترا قیام ہے
فکر میں تم ہی جاگزیں' ذکر ترا مدام ہے
سرِ ساعتِ خفی' لطفِ کلام و آگہی
خوب سے خوب تر کا یہ' خاص عجب مقام ہے
جلوہ گریٔ ذات کی' قلب پہ ضوفشانیاں
لمحہ بہ لمحہ تیز تر۔۔ وصل کا اہتمام ہے؟
روح کی سرعتِ عروج! قربِ حریم ذاتِ پاک
عشق کا ولولۂ شوق' مست بہ گام گام ہے
حال و مقام کا بدل' حیرت' فنا بھی' با البقا
وحدت کے بحرِ جوش میں' واردِ فنائے تام ہے
خالق و خلق کے میاں' قائم ہے امتیاز بھی
عبد بذاتِ خود مگر' فانی بھی اور خام ہے
عجز و نیازِ انس پر' ذات کے لطفِ خاص پر
حیرت میں ہیں ملائکہ' غلغلہ بام بام ہے
ان کا یہ چہرہ والضحیٰ' ان کے یہ گیسوئے سیاہ
یہ ہی تو میری صبح ہے' یہ ہی تو میری شام ہے
خاور کو شاید ہو ابھی' اذن حضوریٔ ہمرہی
دست بدستہ با ادب' در پہ کھڑا غلام ہے

☼

حالتِ دل پہ مسکراتے ہیں
دیپ جل جل کے جگمگاتے ہیں
بیت جاتی ہے اک قیامت جب
آ کے فوراً ہی لوٹ جاتے ہیں

وجودِ پاک جس کا کشف الاسرار
وہ تم ہو نورِ اول نور الانوار!

ظہور و باطن و اول و آخر
تری ذاتِ مقدّس، حق کے دلدار!

وہ اُس مخفی خزانے، ذاتِ حق کی
مشیّت تھی کہ ہستی ہو نمودار

پھر اُس دارالعمل سے ہوں جزا کی
زشانِ حق تری شانیں پدیدار

میانِ مردِ حق، طاغوت و ابلیس
بظاہر حدِ فاصل بھی تھی درکار

حیاتِ عارضی، اک آزمائش
جہاں مقصود خیر و شر کا اظہار

فلاح و فوز و بہبودِ ابد کا
ہو مردِ مومن ہی سب کا سزاوار

محبت، عشق اور صدق و صفا کا
فقط طیبہ قبولیت کا دربار

تجلی گاہِ ربی، منبع خیرات
خزینہ نعم انوار و اسرار

تمناؤں کا مرکز اور محور
یہی مومن کی منزل مغتنم کار

وہ خاور آ گئے حفظ و اماں میں
رہے تا زیست جو بندۂ سرکار

☼

غور سے اے مُنکرِ خلّاق سن!
عالمِ ہستی ظہورِ حرفِ کُن
علمِ حق میں جو کہ تھا ''معلوم علم''
وہ ''ارادہ'' سے ہوا جلوہ فگن

☼

حیات النبیؐ

وہ نُورِ اوّل و خلقت کہ ہیں حیات النبیؐ
وہ ایک مظہرِ قدرت کہ ہیں حیات النبیؐ
شہودِ جملہ حقائق بہ حاضر و ناظر
الم تری ہے شہادت کہ ہیں حیات النبیؐ
شفیع و ناصر و ماحِ زآیۂ جاؤک
بہ جسمِ ظاہر سلامت کہ ہیں حیات النبیؐ
تمام دینوں سے کامل ترین دینِ حضور
انہی پہ ختم نبوت کہ ہیں حیات النبیؐ
وہ دین جس پہ ہے راضی خدا اور اس کا نفاذ
رہے گا تا بہ قیامت کہ ہیں حیات النبیؐ
یہ معرفت یہ حقیقت اس عبدہٗ کے طفیل
سراجِ نور و ہدایت کہ ہیں حیات النبیؐ
وسیلہ نورِ مجسم کا در لباسِ بشر
میانِ خالق و خلقت کہ ہیں حیات النبیؐ
حریص بالمومنین اور رؤف الرحیم
مدام شفقت و رحمت کہ ہیں حیات النبیؐ
انہی کے حق میں ہے خاور یہ قولِ "مَنّ اللہ"
ہزار شکر بہ بعثت کہ ہیں حیات النبیؐ

ہے وہی حسن کا انداز نرالا اب بھی
نُور در نور ہے باطن سے اُجالا اب بھی

رُخ نمائی سرِ بزم بہ اندازۂ ظرف
گردا گرد گرچہ ہے نور کا ہالہ اب بھی

دید کی تاب کسے، صبر کا یارا بھی کہاں
سخت مشکل ہے یہاں دل کا سنبھالا اب بھی

منکشف حال ہے جب، حاجتِ عرض نہیں
حال ناگفتہ رہا اور نہ اچھالا اب بھی

آئے پل بھر کے لئے، صرف دیکھا، لوٹ گئے
ہے جگر پار نگہِ ناز کا بھالا اب بھی

دردمندو! ذرا غور سے سن لو، ہے یہی
دافعِ رنج و بلا روضۂ اعلیٰ اب بھی

گنبدِ خضرا، مواجہ، جائے اصحابِ صفہ
اپنی بے تاب نگاہوں کو دکھا لا اب بھی

آؤ اور آکے مدینے میں معافی مانگو
ہے اِسی در سے گناہوں کا ازالہ اب بھی

بزمِ جاناں میں مگر تُو بھی تھا، رامشب خاورؔ
اُن حسیں لمحوں کی یادوں کو سجا لا اب بھی

☼

آئے اور دل کو کعبۂ انوار کر گئے
عرفان کا خزینۂ اسرار کر گئے

دیکھا تو زندگی کو نئی جہت بخش دی
اور مسکرا کے جنّتِ گلزار کر گئے

جان آفریں نگاہِ نبوت کے نور سے
روزِ ازل کے مست کو ہشیار کر گئے

پروازِ روح کا بھی عروج در عروج
جذبۂ شوق حاصلِ دیدار کر گئے

ہر لحہ ہے جو آنکھ زیارت سے شرف یاب
اُس آنکھ کو ہی مرکزِ زوّار کر گئے

شعلۂ طور تزکیۂ بے مثل تربیت
فقر و غنا کا پیکرِ دلدار کر گئے

خاور ہمہ تن نور کا فیضانِ بیکراں
جسم اور جاں منوّر و بیدار کر گئے

☼

شاملِ حال اُن کا کرم ہو تو تجلّی کا ورود
عالمِ امثال بھی پا جاتا ہے اجسام و وجود
ہر لمحہ ساتھ میسر یہ حضر عینِ وصال
جس پہ قربان ہے بیداری بہ ہنگام شہود

☼

دل کو نذرِ نگار کرتے ہیں — اور تماشائے یار کرتے ہیں
عشق ازل سے ہے حسن شیدائی — عشق کا کاروبار کرتے ہیں
زخم کے پھول رکھ کے تازہ و نو — زندگی نو بہار کرتے ہیں
لطف و یادِ غم حبیب نہ پوچھ — شغل یہ بار بار کرتے ہیں
ذاتِ حق کو ہی روبرو رکھتے — ہر بِنا اُستوار کرتے ہیں
جانِ جاناں کی ہی اطاعت کا — رب سے قول و قرار کرتے ہیں
دوڑ کر آؤ عاصیو! کہ حضورؐ — عفو سے ہمکنار کرتے ہیں
عاجزوں بےکسوں کے خستہ حال — ہر طرح سازگار کرتے ہیں

ہر رگِ جان و دل میں ہم خاور
ثبت اسمائے یار کرتے ہیں

☼

ضیائے بزم امکاں اللہ اللہ — رُخِ انور سے تاباں اللہ اللہ
لطافت بےمثل جانِ بشر کی — جسد ہے نُور افشاں اللہ اللہ
جلال و ہیبتِ سیّد و سرور — کہ ہر باطل گریزاں اللہ اللہ
اثر اندازئ انوارِ ایماں — دلِ مومن فروزاں اللہ اللہ
نوید مغفرت لاتقنطوا سے — تو حشر و نشر آساں اللہ اللہ
یہ اُس ہادئ برحق کا ہے صدقہ — کہ ہم محشر میں شاداں اللہ اللہ

زیارت اور معیّت ہی خاور
مرا ہے دین و ایماں اللہ اللہ

☼

دلِ بے قرار بھی برقرار، رگ و ریشہ پر بھی نکھار ہے
یہ ترا تبسّمِ دل نشیں، میری زندگی کی بہار ہے

یہ انبساط و طمانیّت، یہ سرُور و جذب یہ محوّیت
تیری چشمِ مست بھی کیا اٹھی، کہ مسرتوں کا خمار ہے

یہ جان ہے کہ عطائے رب، تو اُسی نے پھر یہ خرید لی
یہ ترے کرم کا صلہ ہے خوب، یہ عجیب قول و قرار ہے

مرے حضورؐ یہ بارگاہ، کہ ہے ذرہ ذرہ تجلّی گاہ
ہیں جو دست بستہ اولیا، تو ملائکہ کی قطار ہے

تم اے رحمت اللعالمیںؐ! ہو کریم و شافعِ حشر بھی
مجھے فکر کیوں ہو بھلا اگر، سرِ دوش بارِ گناہ ہے

وہ ذات لَیسَ کَمثلِ شَئی، زخیال و وہم و خرد دُورا
میرا تُو وسیلۂ حق رسا، تیرے آسرے پہ مدار ہے

یہ نعتِ گریۂ نیم شب، یہ فغان و نالۂ خاوریؔ
تیرے عشق سے اُسے برتری، تیرے ذکر میں یہ شمار ہے

☼

مختارِ کُل ذات کا عنوان ہو گئے
نُورِ مبین و مظہرِ رحمٰن ہو گئے

قاسمؔ رحیمؔ ہادیؔ و جوادؔ اور کریم
ہر وصفِ اسمِ پاک کی خود شان ہو گئے

اول و آخریں ہیں تو باطن ظہیر بھی
جانِ جہاں تو جان کی خود جان ہو گئے

اقوال ہوں؟ افعال؟ تبسم کہ خامشی
اللہ کی رضا کا بس فرمان ہو گئے

محبوبِ کبریا کی زہے جلوہ ریزیاں
نُور وھدیٰ و رحمت و احسان ہو گئے

امت کی لغزشوں کو نظر انداز کر کے پھر
رحمت بکھیرتے ہوئے انجان ہو گئے

اٹھی نگاہِ نازؔ گھٹا رحمت کی چھا گئی
ہر درد کا مداوا و درمان ہو گئے

پہنچے جو آپ تک وہی حق رسا ہوئے
پھر خود وہ ذاتِ پاک کا عرفان ہو گئے

اللہ رے بختِ خاورِ عاجز و خستہ حال
دل میں سما کے دل کا ہی ارمان ہو گئے

مآلِ راہِ طریقت کہ سامنے ہیں حضورؐ
جمالِ حسنِ حقیقت کہ سامنے ہیں حضورؐ

تجلیاتِ الہی کے طالبو آؤ!
صلائے عام زیارت کہ سامنے ہیں حضورؐ

تجلی گاہ سرِ طور ہو کہ غارِ حرا
ظہورِ نورِ نبوت! کہ سامنے ہیں حضورؐ

صفات و ذات کے انوار کی فراوانی
کمال و وسعتِ رحمت کہ سامنے ہیں حضورؐ

سکونِ قلب و نظر۔ بہائے دنیا و دیں
یہی وہ نقدِ اجابت کہ سامنے ہیں حضورؐ

حریمِ ناز کے قابل کہاں بھلا ناچیز
عطائے خاص و عنایت کہ سامنے ہیں حضورؐ

زہے یہ بختِ رسا زہے یہ فضل و کرم
خوشا یہ لمحۂ قربت کہ سامنے ہیں حضورؐ

بغیر مرشدِ کامل رسائی ناممکن
فقط ہے فیضِ وساطت کہ سامنے ہیں حضورؐ

رہِ سلوک میں خاورؔ سلاسل و نسبت
عجب سعادت و نعمت کہ سامنے ہیں حضورؐ

مری زندگانی کا حاصل تمہی ہو
غرض اور غائیتِ کامل تمہی ہو

ہو رازِ مشیتِ کُن فیکونی
تو ہستی کی شان اور جاں دل تمہی ہو

یہ رونقِ ارض اور عالمِ بالا
کہ جانِ جہاں! میرِ محفل تمہی ہو

ہویدا تری ذات سے شانِ ربی
رموزِ حقائق کے حامل تمہی ہو

صدائے جرس، راحلہ قافلوں کا
کہ مطلوب و مقصودِ منزل تمہی ہو

تماشائے مدّ و جزر لمحہ لمحہ
تمنائے امواج و ساحل تمہی ہو

یہ باغ اور راغ اور کشت و خیاباں
جمالِ بہاراں کا حاصل تمہی ہو

پہاڑوں کی رفعت، سمندر کا طوفاں
جلالِ برّ و بحر و ساحل تمہی ہو

تجلّیء ذاتی کا طالب ہے خاور
خزینہء انوارِ کامل تمہی ہو

☼

عجب ہے جلوہ آرا شانِ محبوبی ضیاؤں میں
خدا خود مدح خواں اپنی عطا کردہ عطاؤں میں

ہے ان کا ذکر بالاتر مکانوں لامکانوں میں
نمایاں ان کی شخصیت کلامِ حق کی چھاؤں میں

وہ شہکارِ خلاقؐ، فخرِ موجودات و صنائع
ظہورِ ہست کی غائت، نظام ان کی دعاؤں میں

وہ نادر شانِ حق، رفعت ہی جس کی شانِ رفعت ہے
چھلکتی ہیں نئی شانیں بیانوں میں اداؤں میں

عروجِ عبدہٗ، سرِ الہٰ اور دین بھی کامل
ہویدا مصطفائی ہر دو عالم کی فضاؤں میں

لزومِ "ذائقۃ الموت" بھی اور حیات ایسی
بجسم ظاہری زندہ، ہمہ محبوب اداؤں میں

اے نورِ اولیں! نورِ مجسّم! رحمتِ عالم!
یہ مخلوقِ خدا ہے تیری رحمت ہی کے سایوں میں

کہاں سے لفظ لاؤں جو ہوں تیری شان کے شایاں
تجھی سے مانگتا ہوں "علم" نعتوں میں ثناؤں میں

کہاں خاورؔ، کہاں تیری مدح خوانی، مگر شاید
مرا بھی نام آ جائے ترے مدحت سراؤں میں

دلوں میں روح کی مانند نہاں ہو
تو ہنگامِ محبت پھر عیاں ہو
بہار و رونق و وجہِ خلائق
تم اے مولائے کُلؑ! جانِ جہاں ہو
رواں ہر سُو ہے فیضانِ نبوّت
زمیں ہو، آسماں ہو، لامکاں ہو
تبسّم ریزیاں بر حالِ زاراں
مجسم شفقت و رحمت فشاں ہو
جو در پر آ گیا خالی نہ لوٹا
کہ قاسم نعمائے دو جہاں ہو
ہدایت، معرفت، رحمت و بخشش
حبیبِ حق ہو، میرِ کارواں ہو
تری فرمانروائی، مصطفائی
کہ شانِ کبریائی کا نشاں ہو
ہُوں اپنی خود فراموشی پہ نازاں
کہ تم ہی روبروائے جانِ جاں ہو

ہے خاور بے نیازِ ہر دو عالم
تمہی اُس کے مربی، پاسباں ہو

☼

دینِ حق مل گیا جو قسمت سے
یہ ہے انعام تیری رحمت سے
رونقِ ہست و بود، نشو ونما
بس ترے نام کی ہی رفعت سے
حسن اور عشق کا یہ ربطِ دوام
شانِ حق کی نہاں لطافت سے
جَاءَ الحقُ اور ذھق الباطل
لمحہ لمحہ عیاں صداقت سے
ذوق ہو شوق یا کہ صدق و صفا
جذبۂ عشق کی حرارت سے
ہم فقیروں پہ فضلِ ربی ہے
رحمت العالمینؐ کی رحمت سے

فاش خاور ہیں ہم پہ سرّ و رموز
سہروردی کی ہی طریقت سے

☼

تری رضا کے ہی طالب فقیر ہم بھی ہیں
جو اک نگاہِ کرم ہو تو میر ہم بھی ہیں

یہ دوشِ زلف یہ سینہ یہ رحمتوں کی گھٹا
اِسی کے خم کے ہی گویا اسیر ہم بھی ہیں

جنہیں حقیر سمجھتے ہو اے جہاں والو!
وہ بے نیازِ دو عالم غفیر ہم بھی ہیں

یہ بے نیازیٔ طبع، سکونِ دل واللہ!
زہے کچھ ایسے ہی روشن ضمیر ہم بھی ہیں

جوابدہ ہیں نہی کے اور عاملِ معروف
کہ دینِ نبوی کے ادنیٰ سفیر ہم بھی ہیں

نفس نفس پہ ہے یارو! محاسبانہ نگاہ
ہر اپنے فعل کے منکر نکیر ہم بھی ہیں

یہ فیضِ نورِ نبوت، قلندری نسبت
ذرا بتایئے خاور! وہ بے نظیر ہم بھی ہیں؟

☼

پتہ رب کا دیا ہے مصطفیٰؐ نے
یہی ہیں واسطۂ کبریائی
اگر خاور طلب ہے معرفت کی
تو بے مرشد نہیں ممکن رسائی

☼

مظہرِ حق! حق کے علمدار ہیں ہم
جب تلک دم میں ہے دم تیرے طلبگار ہیں ہم

نقدِ دل، جانِ حزیں، تیری کفِ پا کا غبار
جاں بکف حسنِ رضا کے خریدار ہیں ہم

کوئی دیکھے تو ذرا جذبِ دروں کے انداز
شیفتۂ عشقِ نبیؐ ہو کے خبردار ہیں ہم

نُور اور نارِ محبت کی حرارت، واللہ!
شدّتِ عشق سے ہر لمحہ شرر بار ہیں ہم

حافظِ دینِ مبیں، تابعِ فرمانِ رسولؐ
جان پر کھیلنے والے وہ طرحدار ہیں ہم

جذبۂ جوشِ جنوں، حق رسائی کا مدار
رحمت و نور کے جلوؤں سے ثمر بار ہیں ہم

ارضِ طیبہ کے شب و روز، سہانی گھڑیاں
گنبدِ خضرا کے سایوں کے طلبگار ہیں ہم

تم نہیں جانتے شُرطو! دلِ عشاق کا حال
درِ اقدس کو بہ دِل چومتے ہر بار ہیں ہم

جبکہ مطلوب بھی، مقصود وہی ہیں، خاورؔ!
رنگ لائے گی طلب، مانا کہ لاچار ہیں ہم

☼

نورِ خدا کے پیکرِ انور حضورؐ ہیں
یعنی تجلّیات کے محور حضورؐ ہیں

اللہ ہے نور، آپ کو اُس نے کیا ہے نور
پھر سایہ کیوں؟ کہ نور و منوّر حضورؐ ہیں

جملہ علوم آپ کی ہی ذات پہ تمام
شانِ عطا و جانِ تدبّر حضورؐ ہیں

محرم و غرض و غایتِ اسرارِ کُن فکاں
مختارِ کُل ہیں سیّد و سرور حضورؐ ہیں

بے پایاں شفقتیں ہیں، مسلسل ہے رحمتیں
اللہ کا احسانِ تواتر حضورؐ ہیں

تسکینِ قلب و روح بھی، ایماں کی جان بھی
مقصود و منتہا و مقدر حضورؐ ہیں

جُود و سخا کے منبع و مرکز بفضلِ رب
داد و دہش، وسیلۂ اکبر حضورؐ ہیں

ہیبت و دبدبہ کہ ہر باطل ہے سرنگوں
جاہ و جلال و شانِ تہوّر حضورؐ ہیں

خاورؔ نگاہ غیر پر کیونکر پھر اُٹھ سکے؟
میرا تو بس شہود و تصور حضورؐ ہیں

ترا ذکر جاری ہوا جو دما دم
دلِ مضطرب کی ہے دھڑکن بھی کم کم

عجب ہے توجہ کا اعجاز و تاثیر
کہ طاری ہے رقت تو آنکھوں میں نم نم

تغیر حالے ز لطفِ نگاہے
تصوّر بھی پیہم، حضوری بھی پیہم

جو کچھ ہو رہا ہے، ہوا تھا یا ہو گا
خبر دے رہا ہے سماعت کا سرگم

نظر سے یوں سارے حجاب اٹھ گئے ہیں
طلسمِ زمان و مکاں گویا مبہم

یہ سیر اور طیرانِ روح اللہ اللہ!
در اکنافِ عالم و بَر عرشِ اعظم

نفس کا بھی یوں تزکیّہ ہو گیا ہے
سراپا مطیع، اِسکا کوئی نہ دَم خم

ہیں کیا کیا یہ انعام۔ اے جانِ عالم!
سلام و ''درودِ ہزارہ'' ہوں پیہم

نئی زندگی ہے، نیا دور خاورؔ
کشودِ حقائق و اسرار دم دم

جان بے جان ہو گئی ہو گی — دل کا ارمان ہو گئی ہو گی
رہ نوردانِ شوق کی منزل — کتنی آسان ہو گئی ہو گی؟
بعثتِ ہادیٔ رحیم و کریم — ہم پہ احسان ہو گئی ہو گی
تیری زلفوں کو چُومتے ہی نسیم — عالم افشان ہو گئی ہو گی
ہر مرض کا تری نگاہِ کرم — خوب درمان ہو گئی ہو گی
تجھ پہ قربان ہو کے میری جاں — شانِ شایان ہو گئی ہو گی
تیری ہر بات اور ادا جاناں — وحی و قرآن ہو گئی ہو گی
حشر کے دن شفاعتِ کبریٰ — کس کا فرمان ہو گئی ہو گی؟
''ہمچو مثلی'' کی سوچ یا گفتار — کفر سامانِ ہو گئی ہو گی

نعت گوئی حضورؐ کی خاور
تیری پہچان ہو گئی ہو گی

☼

حسن محبوب کا تو اپنا ہے
سامنے ہوں، نہ ہوں، ''رضا'' کہیئے
''بے رخی'' کیوں اسے کہیں خاور
''بے نیازیٔ دلربا'' کہیئے

☆

پوچھتے کیوں ہو وجہٗ تنہائی
کیوں ہو چہرے سے راز افشائی
دل گرفتہ ہوں دلربائی کا
اس پہ طرہٗ حجاب آرائی!

☼

جلوہ ریزی ہے جو دل پر ترے کاشانے سے
ذرہ ذرہ ہے خود اک نور جلا پانے سے

نور ایمان و ہدایت ہے ترا فضل و کرم
زہے پیوستہ رکھو اپنے ہی کاشانے سے

تجھ کو کیا؟ کرمکِ شب تاب! یہ جل اٹھنا
لذتِ سوز تو پوچھو کسی پروانے سے

عالمِ عشق الگ۔ منفرد اس کا مقام
عقلِ عیار اُلجھ جاتی ہے سمجھانے سے

کیا بتاؤں تجھے ہمدمِ دیرینہ؟ نہ پوچھ
درد و غم گوشۂ دل میں، ہیں جو انجانے سے

پسِ پردہ ہیں کہ اور ہو تیز آتشِ شوق
مسکرا دیتے ہیں بھی پردہ سرک جانے سے

مئے دیدار بھی ایسی کہ بڑھے تشنگی اور
رِند پیتے ہی رہیں وصل کے میخانے سے

علم و حکمت ہو کہ رزق، عطا تیرے طفیل
کچھ ہیں احسان فراموش بھی، دیوانے سے

جاں نثاری کا ذرا دیکھیے خاور اعجاز
بقعۂ نور ہوئی زیست فنا پانے سے

☼

سرِ بزمِ بے نیازی، زِادائے دلبرانہ
میرے شوق اور طلب کو اک شوخ تازیانہ

ہر شے ہوئی مسخّر، تیری رضا کی خاطر
وسعتِ لامکاں ہو، یا گردشِ زمانہ

وجدان و معرفت کا میں نے تو راز پایا
در ذکر و فکرِ جاناں، در گریۂ شبانہ

آماجگاہِ جلوہ، آئینۂ تجلّی
عشقِ نبی کا صدقہ، دل زندہ و یگانہ

یہ رحمتوں کی بارش، پسِ پردہ، برملا بھی
ہے عطائے خسروانہ، اک بہائے بیکرانہ

پاسِ ادب و طاعت، معراجِ مومنیں ہے
یہ جاوداں حقیقت، نہ حکایت و فسانہ

خیر العمل مسلسل، تجھ پر یقین کامل
مقصودِ زندگی ہو، دارین کامرانہ

حمد اور نعت گوئی، تیرے کرم کا صدقہ
حاصل اُنہی کو جن کی روشیں قلندرانہ

سب حسن ہی کی خاور ذرّہ نوازیاں ہیں
یہ سوزشِ محبت، یہ نوائے عاشقانہ

آرزوئے دل فقیرانہ   آپ کہہ دیں ''یہ میرا دیوانہ''
جلوتوں خلوتوں کی گھڑیوں میں   بس میسر ہو قربِ جانانہ
بے نیازی کے سب کرشمے ہیں   سامنے ہوں کہ در حجابانہ
ہے فروزاں اُدھر جو شمعِ حسن   تو اِدھر سوز مثلِ پروانہ
ہے یہی زادِ رہ مرا یارو   طوقِ طاعت و جذبِ رندانہ
حاجتِ تشنگی رہے کیونکر   جب ہو میخانہ، ایک پیمانہ
اللہ اللہ یہ لطفِ بے پایاں   چشم پوشی، نگہ کریمانہ
صائم الدھر ہو کے فقر و غنا   وہ فقیری کہ رشکِ شاہانہ

مقصدِ زیست پا لیا خاور
جب سے منصب ملا ہے دربانہ

☼

اے رحمت اللعالمینؐ! اے فصلِ شش جہات!
تیری کرم نوازیاں، ہر دم ہے تیرا ساتھ
خاور پہ جوشِ رحمت و لطف و کرم ہے خوب
رحمت سے مغفرت ملی اور بعدہ، نجات

☼

حج تو ہو ہی چکا ہے ہمراہی
تم کرو شوق سے یہاں عمرے
میں تو پیشِ حضورؐ جاتا ہوں
درِ اقدس کو چوموں جی بھر کے

☼

وجود تیرا اے نورِ اوّل' قیامِ ہستی و آگہی ہے
جہاں رُخِ والضحیٰ کا پرتو کہ ذرّے ذرّے میں روشنی ہے

تجھے اے ہمدم! جو ہو نہ اُلجھن' تو بے تکلّف یہ راز کہہ دوں
کہ میرے آقا کی بس غلامی ہی شرطِ اولِ بندگی ہے

سنو پیامِ قلندرانہ' مری نوائے عاشقانہ
اِنہی کا اُسوہ ہے اولیں بھی' اِنہی کا اُسوہ ہی آخری ہے

جو اِن کے در سے ہوا گریزاں' تو پھر نہ اُس کا کوئی ٹھکانہ
سیاہ بختی' خدا سے دُوری' جو اِن کی جانب سے بے رُخی ہے

علاج اپنے مرض کا یارو! ہے میرے آقا کا اک تبسّم
اِسی سے دل کی ہے زندگی بھی' اِسی سے ساری ہماہمی ہے

حریمِ اقدس میں ہو رسائی' یہی تمنا' یہی گدائی
ہو ساتھ اِن کا اگر میسر' تو پھر نہ کوئی ہمیں کمی ہے

اِنہی کی طاعت میں زندگی کا' ہر ایک پہلو عیاں ہے خاور
اِنہی کے دم سے بہار قائم' کلی کلی میں شگفتگی ہے

☼

دل کی گہرائی میں ہے یہ جو تلاطم کا سماں
یہ ترے عشق و محبت کے اثر کا حاصل
جذبۂ عشق ہے انعامِ خداداد' مگر
یہ عطا بھی تری رحمت کی نظر کا حاصل

☼

با رُخِ ضوفشاں وہ ملتے ہیں عینِ حق ہے کہ ہاں! وہ ملتے ہیں
بے نیازی، یگانگی بھی ہے پُر تبسم فشاں وہ ملتے ہیں
دیکھئے! ارضِ پاک کے ذرّے رقص میں ہیں کہ یاں، وہ ملتے ہیں
اُس زمیں کو زمیں نہ کہو وہ سما ہے جہاں وہ ملتے ہیں
جلوہ آرائی، آپ کی مرضی جیسے چاہیں وہاں وہ ملتے ہیں
جذبۂ عشق۔ انتہائے ادب ہو نہاں یا عیاں، وہ ملتے ہیں
قیدِ وقت و مکان سے آزاد گہ سرِ لامکاں، وہ ملتے ہیں
جب طلب کرتے ہیں مدینے میں ظاہراً یا نہاں وہ ملتے ہیں

یہ نصیبوں کی بات ہے خاور
ورنہ یونہی کہاں وہ ملتے ہیں

☼

دلِ وارفتہ تو تھا عشق کے ہاتھوں مجبور
راز کی بات سرِ بزمِ شبانہ کر دی
بات اِتنی ہی تھی خاور، مرے یاروں نے
جانے کیوں شہر کی گلیوں میں فسانہ کر دی؟

☼

سعادت ہے ازل کی، شکر واجب
کہ پروانۂ بخشش مل گیا ہے
سہروردی غلاموں میں جو خاور
ہمارا نام شامل ہو گیا ہے

☼

ہم عشق کے ماروں کی، مقبول زبانوں میں
تاثیرِ کلامی ہے، پُر سوز بیانوں میں
اشکوں کی روانی میں، دریا کا تلاطم سا
اور قلب کی رقت سے، ہنگامہ سا جانوں میں
کیفیتِ قرب و وصل ہے تیرے تصور میں
تنہائی کے لمحوں میں، یکسوئی اُڑانوں میں
اک لطف سا آتا ہے، دل جُھوم ہی اُٹھتا ہے
آتا ہے مرا بھی نام، جب تیرے دِوانوں میں
ہر خانۂ دل میں ہے، اک تیرا جہاں آباد
ہو تم ہی مکینوں میں، ہو تم ہی مکانوں میں
چرچا ہے کیا تیرا، اُس ذاتِ حقیقی نے
کیا خوب ہیں یہ شانیں، ذی شان کی شانوں میں
''والعصر'' کا فرمانا، یہ رب کا قسم کھانا
محبوب ترا ہی دور، بس سارے زمانوں میں
انمول وہ میلادیں، انمول ہیں وہ گھڑیاں
یادوں میں تیری گذریں، نعتوں کے ترانوں میں
ٹوٹے ہوئے دل پارے، ٹھکراتے ہو کیوں یارو!
شاہوار سے موتی ہیں، نایاب خزانوں میں
سّر، روح، خفی، اخفیٰ خاور ہیں گذرگاہیں
خواہ روح کی سیروں میں، خواہ سانس کی تانوں میں

☼

تیری یادوں میں جو محویّت و تنہائی ہے
خلوتوں کی یہ عجب انجمن آرائی ہے
کوئی دیکھے تو ذرا کیفیتِ حال و مقام
ہر رگِ جاں کو بس اُن سے ہی شناسائی ہے
سرِ محفل بھی ہیں کیا لطف و کرم کے انداز
رُخِ انور کی جھلک سے دل آرائی ہے
اللہ اللہ یہ تجلیٰ گہء انوار کا عکس
یوں جھلکتا ہے کہ ہر قلب تماشائی ہے
اک اُچٹتی سی نگہ، مسکراہٹ کے یہ پھول
دلِ مشتاق کی امید ہی بر آئی ہے
نظمِ ہستی کا نمو، ربطِ بہم، یہ کشش
یہ فقط تیری محبت کی پذیرائی ہے
فیضِ حضرتِ بُوالفیضؒ ہے خاور! کہ ترے
ذکر میں سوز ہے اور فکر میں گہرائی ہے

☼

عشقِ احمدؐ سے جونہی دل میں چراغاں ہوگا — صبغۃ اللہ کا اثر لُوں لُوں سے نمایاں ہوگا
حشر میں سہمی ہوئی اُمتِ بیضا کیلئے — اک تبسم ہی ترا رشکِ بہاراں ہو گا
تجھ سے دُوری تو ہے مہجوریٔ اللہ کی دلیل — ہے وہ بد بخت جو رحمت سے گریزاں ہوگا
یہ خداداد ہے مختاریٔ کونین کہ ہر جا — رحمتیں سایہ فگن، ابرِ بہاراں ہو گا
آج جو وردِ زباں نامِ محمدؐ ہے، یہی — حشر میں زاد و متاع و سر و ساماں ہو گا
مطمئن قلب محبت کے اثر سے خاور
کھل اُٹھا یوں کہ بہر رنگ گلستاں ہو گا

☼

درِ مقدس، یہ آستانہ، زہے یہ تقدیر جانِ جاناں!
ترے وسیلے سے حق رسائی، یہی ہے تدبیر جانِ جاناں!

یہ مومنیت، یہ دینِ محکم، خدا کا احسان تیرے صدقے
تو اس عنایت پہ رقص کرتی ہے نازشِ تزویر جانِ جاناں!

ہمیں مدینے سے بھی محبت، ترے کرم سے ہے اس لئے بھی
تری کفِ پا سے ہی اٹھا ہے، خمیرِ نخچیر جانِ جاناں

نفس نفس ہو کہ ذرہ ذرہ، وسیع رحمت کے سائے میں ہے
حیات خیزی، اثر پذیری، اسی کی تاثیر جانِ جاناں!

خیال و خواب اور خلوتوں میں، عجیب کیفیتِ حضوری
رواں تصور، تو نقش دل پر، تمہاری تصویر جانِ جاناں!

ہے لمحہ لمحہ تجلّیوں کی، ترے کرم سے ہی جلوہ ریزی
اے نورِ ارض و سماء ربی! اے نور و تنویر! جانِ جاناں!

حضورِ حق سے عطا ہوا جو تھا ماورائے رموزِ قرآں
رموز و اسرارِ قلب و سینہ بہ لوح تحریر جانِ جاناں!

الٰہ کہ جس کے علوم ذاتی، غیوب ذاتی، شہود ذاتی
ترے علوم و غیوب سارے، عطا کی تفسیر جانِ جاناں!

ادائیں تیری سہانے ناموں ''حدیثِ قولی'' ''حدیثِ فعلی''
جو ہو خموشی تو پھر وہ خاور ''حدیثِ تقریر'' جانِ جاناں!

☼

جب تصور میں آن ملتے ہیں　　منزلوں کے نشان ملتے ہیں
برق سے تیز روح کی پرواز　　فیض ایسے رسان ملتے ہیں
عالمِ خواب ہو کہ بیداری　　خوش نصیبوں کو آن ملتے ہیں
وصل کا حال ماورائے بیاں　　ہاں مگر! بے گمان ملتے ہیں
خاکِ طیبہ عظیم تر ہے جہاں　　اُنکے پا کے نشان ملتے ہیں
حسبِ حالے ہے نعمتِ دیدار　　قدرِ ظرف بے گمان ملتے ہیں
عالمِ قُرب ہے جہانِ دگر　　یاں نئے رازدان ملتے ہیں
نارسا ہے حقیقتِ اعلیٰ　　با حجابانہ شانِ ملتے ہیں

دل پریشاں، فسردہ ہو خاور
دفعتاً ہی پھر آن ملتے ہیں

☼

ضبط کب تک کروں اور آہیں بھروں
آ بھی جاؤ کہ دل کی بات کروں
ختم ہونے کو ہیں یہ لیل و نہار
شاید ہی پھر یہ دن کہ رات کروں

☼

عمر اس کشمکش میں ہی گذری
کاش جینے کا ڈھب ہی آ جاتا
ایک پل کے لئے تم آ جاتے
مجھ کو مرنے کا ڈھب بھی آ جاتا

☼

بات بنتی ہی نہیں مرضیء سرکار نہ ہو
وہی محروم، جو رحمت کا طلبگار نہ ہو

جس میں شامل ہے رضا ''امرِ معروف'' وہی
''نہیء منکر'' ہے جہاں منشائے یار نہ ہو

کیوں یہ کہتے ہو کہ محبوبِ خدا کا کبھی
جشنِ میلاد نہ ہو، مدحتِ دلدار نہ ہو

منکرِ نورِ مجسّم بھی ہو گستاخ بھی ہو
پھر یہ سمجھے کہ وہ دوزخ کا سزاوار نہ ہو؟

آپ موجود ہیں عالم میں بجسمِ ظاہر
بے ادب! منکرِ عظمتِ سرکار نہ ہو

درِ توبہ بھی ہے باز اور رحمت بھی وسیع
ہاں مگر پھر وہ گنہ، اے گنہگار نہ ہو

ہو فقط خواہشِ دنیا تو تمنّا کا سراب
جُز خدا اور نبیؐ کچھ بھی سروکار نہ ہو

عاشقِ ذات ہیں ہم اور فدایانِ رسولؐ
کیسے ممکن ہے ہمیں آپ کا دیدار نہ ہو

زہے! خاور کو بھی اپنا لیجئے اے بندہ نواز!
یہ گنہگار سرِ حشر الم زار نہ ہو

☼

تیری رحمت کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں
شاملِ حال نہ ہو فضل تو یارا بھی نہیں

رزقِ ظاہر ہو کہ باطن یہ ہے تیرا صدقہ
تمہی قاسم ہو کوئی اور سہارا بھی نہیں

دل بھی کیا شے ہے تجلی سے اگر ہو محروم
گویا زندہ بھی نہیں نور پارا بھی نہیں

اور اگر ذکرِ الٰہی سے ہو لمحہ خالی
روح پُر جوش نہیں، آشکارا بھی نہیں

دلِ بیدار تو ہے عشق و محبت کا ثمر
ورنہ بے ذوق و بصر زیست آرا بھی نہیں

دلِ انساں تو کجا، ہیچ شے ہے وہ جس میں
تیرے عشق اور محبت کا شرارہ بھی نہیں

راہِ حق میں تو وہی طالبِ صادق ہے جسے
جُز تری ذات کے کچھ اور گوارا بھی نہیں

ہم تو سرکار کے دامن سے رہیں گے لپٹے
کہ بجز ان کے ہمارا تو سہارا بھی نہیں

سخت بے تاب ہے اندوہ کا مارا خاور
بے حضوری دلِ مضطر کو گوارا بھی نہیں

☼

جہتِ قبلہ اُن کے رُخ کو عمر بھر سمجھا کیے
چہرۂ انور کو ہی پیشِ نظر سمجھا کیے
علمِ دیں، اعمال پھر احوال کی جلوہ گری
معرفت کی راہ کا بیّن اثر سمجھا کیے
شوقِ منزل میں سفر کے فاصلوں سے بے نیاز
وسعتِ صحرا کو تا حد نظر سمجھا کیے
گرچہ راہوں میں رہے ناکامیوں سے ہمکنار
لیکن اُس کو کامرانی کی ڈگر سمجھا کیے
کیوں نہ آتا رشک ایسے راہ پیمایان پر
جو بگولوں کو بھی اک گردِ سفر سمجھا کیے
دور ٹیلوں کے عقب سے اٹھتی دھیمی چاندنی
جوشِ جذبہ میں سپیدۂ سحر سمجھا کیے
نقطہ نقطہ جو نظر آئے خرابے دور سے
ہم انہیں منزل کے ہی دیوار و در سمجھا کیے
دلفریبی کے کچھ ایسے بھی سراب آئے جنہیں
ایک پل بھر حاصل منزل مگر سمجھا کیے
پوچھتے خاور ہو کیا؟ اُن راہروانِ شوق کا
جو قیامِ رہ کو توہینِ سفر سمجھا کیے

☼

ہر گز نہ اُلجھ جبر یا تقدیر میں ناداں
وہ ''خالقِ افعال'' ہے تو ''فاعلِ افعال''
افکار میں آزاد' ارادے میں ہے مختار
یہ کسب ترا ہے' تیرے ہیں یہ اعمال

☼

عشقِ نبی کی دل میں اگر چاشنی نہیں
ایماں کی لامحالہ وہاں روشنی نہیں

سرکار کے یقین پر جس کا یقیں نہیں
اُس بے یقین کا تو پھر ایمان ہی نہیں

ثابت ہے نص سے حکم اطیعو الرسول
انکارِ حق تو کفر ہے، کیا دشمنی نہیں؟

حرمت، ادب، اطاعتِ سرکارؐ حق رسا
ورنہ سراسر جہل ہے، کچھ آگہی نہیں

لطف و کرم کا وہ تو ہیں اک بحرِ بیکراں
ہاں! گاہے بے نیازیاں ہیں، بے رُخی نہیں

ہر اِک کو وہ نوازتے ہیں لیکن بقدرِ ظرف
ہم ہی میں سب کمی ہے، وہاں کچھ کمی نہیں

آیات جو کفّار کے حق میں بیاں ہوئیں
مصداق اُن آیات کے میرے نبیؐ نہیں

اطلاق اُن کا نورالبشر پر ہے کس طرح؟
نُور البشر وہ نور کہ اُن سا کوئی نہیں

خاؔور! جو بے ادب ہیں، اُنہیں دور کا سلام
اپنی بھی اُن سے دشمنی ہے، دوستی نہیں

دنیائے دوں میں کھوئے تو گھبرا کے رہ گئے
تجھ کو کیا جو یاد تو لہرا کے رہ گئے

اللہ رے ہم پہ تیری یہ بندہ نوازیاں
ہر اک غم و اندوہ کو بہلا کے رہ گئے

تیرے کرم کا صدقہ ہے ایمان اور یہ دیں
اس دولتِ اسلام پر اِترا کے رہ گئے

ابلیس نے اگرچہ بہت چھیڑ چھاڑ کی
تیری اماں میں تھے، اُسے تڑپا کے رہ گئے

ہر قول اور فعل میں یوں کی مطابعت
بالفعل ادائیں تیری ہی اپنا کے رہ گئے

مانا کہ تیری رحمتیں ہیں بے شمار، ہم
عصیاں کے داغ دیکھ کے شرما کے رہ گئے

کتنے ہیں خوش نصیب وہ دل دادگانِ حسن
آئے جو تیرے در پہ، یہیں آ کے رہ گئے

وہ جو نگاہِ ناز کی شہ کے تھے منتظر
انجام کار تیری رضا پا کے رہ گئے

خاورؔ حبیبِ پاک کا دامن ہے حق رسا
سائے میں اس کے آ کے ہم اللہ کو پا گئے

☼

مری یہ انتہائے جستجو ہے / کہ تیری ذات ہر دم روبرو ہے
ہو خلوت یا کہ جلوت، ریشہ ریشہ / تجھی سے گویا محوِ گفتگو ہے
ازل سے عشق طالب حسن کا ہے / صلہ کوشش طلب؟ وہ روبرو ہے
ہمہ انوار و فیضانِ تجلی / جمالِ حسن و عکسِ خوبرو ہے
کوئی حد ہے بھلا فضل و کرم کی / مثالِ بحر میری آب جُو ہے
یہ آگاہی و ہشیاری و مستی / نگاہِ ناز کا جام و سبو ہے
ہے ناممکن نظر جھپکے۔ یا بھٹکے / کہ جب پیشِ نظر تو ہی تو ہے
مسیحائی۔ تبسم۔ دلنوازی / مرے ہر چاک زخموں کا رفو ہے
عطا منصب ہوا ''خیر الامم'' کا / ترے دم سے ہی ساری آبرو ہے
اُدھر رہبانیت کا طورِ بیجا / اِدھر حکمِ کلُو اور وَاشْرَبُو ہے

نظر انداز عصیاں ہیں جو خاور
سراپا جوشِ رحمت کی نمو ہے

☼

نعت کی محفل سجانا ہے تقاضا عشق کا / پیشِ سرکارِ دو عالم نقد تحفہ عشق کا
عاشقوں کا ورد بھی ہے اور اک عرضِ نیاز / باعثِ تسکینِ دل کامل سہارا عشق کا
ذکرِ نورِ اولیں وہ نعمتِ ربِ جلیل / ہے سدا جس سے جہاں میں بول بالا عشق کا
پاسداری ہائے آئینِ پیمبر ہم نشیں! / مدعا ہے زیست کا، آنکھوں کا تارا عشق کا
آپ ہیں مختارِ کل اور پیکرِ جود و سخا / جن کے ہاتھوں بٹ رہا ہے سارا صدقہ عشق کا
گنبدِ خضرا کے جلووں کے خنک سایئے تلے / چین پاتا ہے ہمیشہ غم کا مارا عشق کا

مل کے خاور سب پڑھو صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ
یہ تو ہے امرِ خدا بھی اور مداوا عشق کا

☼

نبضِ ہستی کا خرام' ترے نام کے ساتھ
اس کا آغاز بھی' انجام' ترے نام کے ساتھ

نور ارض اور سموات ہو تم بھی جاناں!
نور کا جلوۂ عام' ترے نام کے ساتھ

تیرا در مرکز و منبعٔ عرفان اِلٰہ
معرفت کا یہ نظام ترے نام کے ساتھ

نامۂ حق ہے ترے نام یہ قرآن' تو ہم
حق سے مشغولِ کلام' ترے نام کے ساتھ

پڑ گئی جس پہ تری نگۂ مست و کرم
زندگی اُس کی دوام' ترے نام کے ساتھ

کوئی دیکھے تو ذرا بزم نشینوں کا مقام
کہ ہیں اغیاثِ کرام' ترے نام کے ساتھ

تیرے صدقے سے ملا مرتبۂ ''خیر الامم''
سب امم کی ہے امام' ترے نام کے ساتھ

سابقہ اُمتوں پر حشر میں شاہد ہو گی
تو یہ اعزاز' یہ اکرام' ترے نام کے ساتھ

سہروردی ہیں جو خاور! بہ طفیلِ بُوالفیضؒ
یہ غلامی تیرا انعام' ترے نام کے ساتھ

جمالِ رُخ دل آرا مل گیا ہے
تمنا کو سہارا مل گیا ہے

غمِ دوراں عبث اور بے حقیقت
ترا غم جب کہ یارا! مل گیا ہے

علاجِ دردِ دل ہائے مریضاں؟
یہی وہ در، کہ چارہ مل گیا ہے

مواجہ مقدس روبرو ہے
امنگوں کو کنارا مل گیا ہے

معافی مانگ لی ہے آکے در پر
جبھی بخشش کا یارا مل گیا ہے

یہی کافی دلیلِ مغفرت ہے
تبسّم کا اشارا مل گیا ہے

طبیعت پُر سکوں اور آنکھ پُر نم
نظر اور دل کا دھارا مل گیا ہے

اُسے گویا ہر اک نعمت ہے حاصل
جسے دامن تمہارا مل گیا ہے

مجسّم نورِ و رحمت کا وسیلہ
زہے خاور! خدارا مل گیا ہے

☼

شۂ بطحا! کرم بر بے نوائے
مری آہ وفغاں اب رنگ لائے

سرِ محفل حجاب آرائیاں ہوں
تو کیسے جانِ جاناں چین آئے

یہ شیدائی، یہ مشتاقانِ جلوہ
درِ اقدس پہ ہیں نظریں جمائے

نگاہِ لطف، دلجوئی، تبسّم
یہ وہ نعمت کہ دل تسکین پائے

دلِ بے تاب کا درماں یہی ہے
کہ ہر لحظہ ترا دیدار پائے

یہ اک مدت سے طالب منتظر تھا
زہے قسمت کہ ہیں تشریف لائے

رضائے حسن ہے خاور، تجلّی
ہر اک لحظہ ہو یا گاہے بگاہے

☼

تیری نگاہِ ناز کے انداز پا گئے
یعنی فلاحِ زیست کے سب راز پا گئے

اللہ رے ذوق و شوق کی رفعت رسائیاں
اعضا بہ مثلِ روح پر پرواز پا گئے

خلوت میں ذکر و فکر، تصور میں ڈوب کر
نازشِ ہم کلامیء شہناز پا گئے

اوّل کی سمت لوٹ کر آیا جو مُنتہا
پھر زیر و بم ہر سانس کا دمساز پا گئے

گو مسکراہٹوں کے تھے زیرِ لب وہ پھول
در پردہ میرے صدق کا انداز پا گئے

ہم رہروانِ شوق کے اُن آبلوں کی خیر
ہر گام پر جو یار کا در باز پا گئے

یہ سوز و سازِ زندگی ہے عشق کی بہا
صدقۂ آستاں ہے، یہ اعزاز پا گئے

ظاہر میں لن ترانیاں تھیں گرچہ طُور پر
لیکن زہے کہ لذّت آواز پا گئے

خاؔور کرشمہ سازیٔ چشم کرم نہ پوچھ
رگ رگ میں اُن کی یاد کا اعجاز پا گئے

☼

میلاد منائیں گے مناجات کریں گے
تقریب یہی بہرِ ملاقات کریں گے

اس ذکر کی تاثیر کا اعجاز تو دیکھو
یہ ذکر بہ لے ارض و سموات کریں گے

فی الفور ہی آجائے گی پھر جوش میں رحمت
سب مل کے جو رو رو کے مناجات کریں گے

سرگرم تماشا ہیں جو ہر آن' تو ہم بھی
با تزکیۂ قلب زیارات کریں گے

جب جسم کا ہر ریشہ خود اک ذکر بنا ہے
لگتا ہے کہ تبدیلیء حالات کریں گے

وہ تو آتے ہیں ہر اک بار نئی شان کے ساتھ
تاکہ عشاق کی دلجوئی' مدارات کریں گے

اللہ رے وہ دورِ مئے کوثر و تسنیم
اور وجد جو رندانِ خرابات کریں گے!

جب فاعلِ افعال ارادے سے ہیں ٹھہرے
کیوں شکوۂ تقدیر یا آفات کریں گے؟

یہ حال و مقامات ہیں انعامِ خداداد
خاور وہ بہرحال عنایات کریں گے

☼

ذکرِ حبیبِ پاک سے خانۂ دل سجا لیا
ظلمت کدۂ خاک کو رشکِ قمر بنا لیا

صدقِ طلب کی منتہا، گنبدِ خضرا کے مکیں
راہ روانِ شوق نے قبلہ یہی بنا لیا

اُن کی نظر حیات بخش اور ہمہ آفتاب نور
فیضِ نظر سے ہم نے بھی دل کا دیا جلا لیا

ہمت وظرف کے بقدر سالک سبھی تھے گامزن
لیکن تھا خال خال ہی محمل کو جس نے جا لیا

آبلہ پائی نے کیا گرچہ نڈھال وخستہ حال
ٹیس اُٹھی تو آہ کو دانتوں تلے دبا لیا

مرضی ہے یا ادائے حسن، یا کوئی امتحانِ عشق
گاہے ہیں پردہ داریاں، گاہے حجاب اٹھا لیا

رقّت قلب میں ذرا عالمِ ضبط دیکھئے
راز کہیں نہ فاش ہو، اشکوں کو بھی چھپا لیا

عشق کا درد بھی عجیب، عشق کا سوز بھی لطیف
سوزشِ زخم لطف زا، زخم دُکھا دُکھا لیا

ارض وسما کے نور کی خاورؔ یہ جلوہ ریزیاں
قلب تجلی گاہِ طور، نور سے نور پا لیا

☼

للہ الحمد کہ ہم حاضرِ درباز ہوئے ہیں
کتنے خوش بخت ہیں جوزائرِ سرکار ہوئے ہیں

از پئے لطف و کرم دامنِ رحمت میں چھپالو
مانا کہ گہنگار ہیں اور خوار ہوئے ہیں

اے مرے ملجا و ماویٰ! مرے مونس و ہمدرد!
ملّتِ کفر کے ہاتھوں بڑے لاچار ہوئے ہیں

سر اُٹھایا ہے ہر اک قوتِ باطل نے یہاں
غیرتِ ملّی ہے مفقود الم زار ہوئے ہیں

لاج رکھ لیجئے توحید پرستوں کی ذرا
حفظِ دیں کیلئے بر سرِ پیکار ہوئے ہیں

دین کی عظمت و حرمت پہ نہ آنچ آئے کبھی
اِسی خاطر تو ہی قربان سرِ دار ہوئے ہیں

چند اپنے بھی ہیں بدظن، کرم ہو للہ!
بہرِ نصرتِ حق پیش اے دلدار! ہوئے ہیں

تا کہ ہو اپنی رسائی بھی سرِ بزمِ حضورؐ
اِس سعادت کیلئے خاکِ رہِ ابرار ہوئے ہیں

خاورِؔ خستہ تمنا بر آئے گی ضرور
درِ اقدس پہ جو حاضر پئے دیدار ہوئے ہیں

تیرے در کے ہی جو غلام ہوئے — ہر دو عالم میں شاد کام ہوئے
مرکز نور و منبعٔ حسنات! — خیر تم پر ہی سب تمام ہوئے
کشف اسرار، حرفِ کُن فیکون — تیری خاطر یہ اہتمام ہوئے
رُخِ انور و گیسوئے مشکیں — وجۂ زینتِ صبح و شام ہوئے
در صلوٰۃ و جہاد کُل افعال — گہ قیام اور گہ خرام ہوئے
فیض یابانِ صحبتِ عالی — رہ نمایانِ خاص و عام ہوئے
اُمتیوں پہ دیکھیے انعام — دو سرا میں بلند بام ہوئے
تیرے قرآں کی تلاوت سے — ہم بھی اللہ سے ہمکلام ہوئے

ہم پہ خاور حضورؐ کے صدقے
فضل و لطف و کرم مدام ہوئے

☼

سعیٔ پیہم کو رہبری کہیے — حسن کی بندہ پروری کہیے
ہو تصرف اور باطنی ہمت — فقر کی شوخ دلبری کہیے
استقامت محبت و طاعت — ہوں جو کامل قلندری کہیے
صائم الدھر بُوترابی کو — جاہ و شانِ سکندری کہیے
جوع البقرئ شاہ، شاہی نہیں — حرص کی کیوں نہ خودسری کہیے
فخرِ خدمتِ اہل منصب کو — چاکروں کی ہی چاکری کہیے
مال و زر اور زمین پر تکیہ — تم نفع کی بر آوری کہیے
فصل پر ہاریوں پہ جبر و غضب — دہ خداؤں کی بابری کہیے

مطمئنؔ دل سکندری خاور
بے نیازی کو سروری کہیے

☼

جادۂ عشق ہے دلچسپ تو دشوار بھی ہے
ہے کبھی دل کی اگر جیت تو گہ ہار بھی ہے

فضلِ ربی سے ہی ہوتی ہے ارادت حاصل
جس سعادت سے یہ بخشش کا سزاوار بھی ہے

پیرِ کامل کی عنایات ہیں یہ سالکِ راہ!
کہ مریدوں کا مربی بھی نگہدار بھی ہے

شیخ کی خاص توجہ کا وہی اہل ہے، جو
با ادب، حوصلہ مند، نگوں سار بھی ہے

استقامت رہِ حق میں ہے کرامت ہمدم!
یہی مقبول بھی ہے اور ثمر بار بھی ہے

رقتِ قلب، سکوں، حال و مقاماتِ بلند
ہیں بشرطِ دلِ زندہ کہ جو بیدار بھی ہے

کیا وضع ہے یہ انوکھی اور نرالا اسلوب
بے نیازِ ہمہ عالم بھی، طلبگار بھی ہے

یہ فقط ذاتِ حقیقی کا ہے احسان، کہ دل
کارِ دنیا میں ہے مصروف تو با یار بھی ہے

کوئی دیکھے ذرا خاورؔ کا یہ اندازِ جنوں
ہے جو مستِ مئے دیدار، تو ہشیار بھی ہے

تری یادوں کے سپنوں میں حقیقت کارفرما ہے
مجھے محسوس ہوتا ہے یہ بیداری تماشا ہے

شریعت کی ہی طاعت سے طریقت بھی حقیقت بھی
یہی ایمان و عرفاں اور ہدایت کا ذریعہ ہے

شریعت میں ہے علم اول۔ طریقت میں عمل اول
اِدھر چون و چرا ہے واں عمل کا دور دورہ ہے

کہ علمِ ظاہر خواندن است و دانستن نہیں ہرگز
حقیقی علم وہ ہے جو کہ وارد دل پہ ہوتا ہے

تصور کو خلافِ شرع کہنے پر تعجب ہے
طریقت کی منازل میں ترقی کا یہ زینہ ہے

توجہ مردِ کامل کی تو افعالی تجلیٰ ہے
کہ از سینۂ سرکارِ دو عالمؐ اس کا اجرا ہے

توجہ ہمتِ باطن۔ بدل دیتی ہے ماہیّت
کہ جس سے دل سلامت اور مصفیٰ ہوتا جاتا ہے

یہی تاثیر اخلاقِ حمیدہ ہی کا سرچشمہ
سنور جاتا ہے سالک اور کامل مرد بنتا ہے

انہی اللہ والوں کی غلامی میں رہو خاور
فلاحِ دو جہاں کا بس یہی حتمی وسیلہ ہے

☼

لاتقنطوا کی وج رہی ہے صلائے عام
آغوش وا ہے رحمت اللعالمیں مدام

اللہ رے شانِ رفعتِ محبوبِ کبریا!
ہر آن عرش فرش پہ "صلِ علیٰ۔ سلام"

کیا زائرانِ روضۂ اطہر پہ ہے کرم
سرکارؐ کے طفیل ہے بخشش کا اذن عام

جو ذی شعور سایۂ رحمت میں آ گئے
انعامِ فضل و مغفرت وہ پا گئے تمام

یہ پیکرانِ طاعت و صدق و صفا۔ رضا
ہیں فائز المرام بھی اور صاحبِ مقام

اے منکرانِ قاسم و مختارِ کل۔ سنو!
اس در سے ہی سب نعمتیں بٹتی ہیں صبح و شام

بہرِ خداتو "وَالبتغوا وَسیلہ" کا ہے حکم
ورنہ تمام کوششیں بے سود، نا تمام

غوثِ زماں، رسول نما ہیں ہمارے شیخ
دیدارِ مصطفیٰؐ سے اب دوزخ ہوئی حرام

وابستگیءِ پیرِ قلندرؒ ہے حق رساء
خاور انہی کے نقش قدم پر ہیں ہم غلام

۞

ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ

وہ شیریں بیاں، آیۂ رحمٰن ابوالفیضؒ
آئینِ پیمبر کا نگہبان ابوالفیضؒ
قرآن کا شارح بھی شریعت کا بھی پابند
ہر منکر و معروف کی پہچان ابوالفیضؒ
برہان جو قاطع ہے، تو ہے بالغہ حجت
ہر شعبۂ تبلیغ کا عنوان ابوالفیضؒ
اک عدل کی شمشیر میاں ظالم و مظلوم
بالقسط جو قائم ہے وہ میزان ابوالفیضؒ
جنگِ حق و باطل میں وہ ناقابلِ تسخیر
مضبوط بھی مرصوص بھی بُنیان ابوالفیضؒ
وہ قوتِ تقدیر شکن رب سے ملی ہے
ہر حالِ دگرگوں کا ہے درمان ابوالفیضؒ
حاصل ہے جو عرفان ہمیں رب اور نبیؐ کا
سو جان سے ہم تجھ پہ ہیں قربان ابوالفیضؒ
اللہ رے تربیت باطن کے یہ انداز
ہیں فیض رساں حلقہ بگوشانِ ابوالفیضؒ
وہ جس نے مریدوں کو دیا ''دوست'' کا رتبہ
خاور یہ عطا ہم کو زِ ایوانِ ابوالفیضؒ

☼

منقبت در مدح شیخ کامل

سہروردی طریقت کے اثر سے ہیں بخت آور قلندرؒ کی نظر سے
ہدایت اور رحمت کا یہ اِجرا زِ اعجازِ نبی ولیوں کے گھر سے
قلندرؒ مظہرِ شانِ نبوّت عیاں جلوہٴ حق جن کی نظر سے
منّور چہرہ اور نبوی سراپا جبیں روشن تریں شمس و قمر سے
مّجدد اور قائم فی الرسالت فروزاں تر ولایت کے گھر سے
اجلی عالم و ابنِ غوث الاعظم گھرانہ جن کا ہے خیر البشر سے
زمانے کے قطب اور پیرِ کامل کہ جن کا فیض مثلِ ابر بر سے
تجلّیٰ گاہِ ربی آستاں ہے حقیقت منکشف زیر و زبر سے
سنو! یہ ہے وہ درگاہِ معلیٰ رواں ہے فیض یاں دیوار و در سے
عقیدت سے ہوا حاضر جو سائل کبھی خالی نہ لوٹا ان کے در سے

جہانِ کُن کے خاورؔ جملہ اسرار
ہوئے حاصل قلندرؒ کی نظر سے

یا خدا فہم دیں عطا کر دے
مستقیم رہِ ھُدیٰ کر دے
علم کی روشنی سے قلب و نظر
نور ہی نور۔ حق رسا کر دے
دل میں عشقِ نبی کی دے وہ تڑپ
جو محبت کو اور سوا کر دے
بندگی کا یہی تقاضا ہے
مردِ تسلیم اور رضا کر دے
اللہ اللہ! مقامِ طاعتِ جاناں
بندۂ حق کو باخدا کر دے!
شوق کے ولولوں کی یکسوئی
حق کے دیدار میں فنا کر دے
صلۂ جانِ جانبازاں' یہی
دیدِ محبوبؐ برملا کر دے
دے وہ توفیق' ظرف و ہمت جو
ہم نشینانِ اولیا کر دے
ہے یہی عشق کا حصل خاور
غیرِ حق سے ہی ماورا کر دے

☼

عجب ہے عشق کی عرضِ بیانی
ہیں آہیں بھی اور اشکوں کی روانی
یہی ہے آرزوئے زندگانی
کہ وہ ہوں اور تبسم گل فشانی
جنونِ عشقِ محبوبِ حقیقی
حقیقت ہے' ہو بیشک لن ترانی
محبت لاجرم فانی نہیں ہے
یہ مانا' بزمِ ہستی ہے یہ فانی
مجھے اس بات پر حیرانگی ہے
کہ میرا حال۔ غیروں کی زبانی؟
قیامت ہی گذر جاتی ہے دل پر
محبت جب کہ بن جائے کہانی
ہے کوئی مصلحت اس میں بھی خاور
جو تجھ سے پوچھ کر حالت نہ جانی

☼

مولائے کُل داورِ ذیشاں کی شان ہیں
دلدادگانِ راہِ محبت کی جان ہیں

اللہ کی رضا و مشیّت کے ترجمان
نورِ الٰہ کہ ہر جگہ جلوہ فشان ہیں

قدرت کے دستِ غیب و ہمہ دانِ این وآں
غائیتِ آفرینش وسّر و بیان ہیں

اللہ نے کہا جنہیں "احساں بہ مومنیں"
حقا یہی تو محسنِ رحمت نشان ہیں

آؤ اور اِن کے دامنِ رحمت کو تھام لو
دارین کی فلاح اور وجہَ امان ہیں

ہر راز اور عقدۂ مشکل کا فردِ حل
قرآن اور حدیث کے بیّن بیان ہیں

خاور یہی اثاثہ و زادِ سفر ہے بس
نعتِ نبیؐ میں قلب و دہن ہمزبان ہیں

التجائے خاور

ہم گریباں دریدہ خاک نشیں
عاجز و بے کبس و ضعیف مہیں

راندۂ خلق خستہ حال حزیں
آسرا جز ترے ہمارا نہیں

طالبانِ کرم ہیں حاضرِ دربار
نام لیوا یہ تیرے زہرہ جبیں!

کفر "ملّتِ واحدہ" ہو کر
بہرِ جنگ روبرو ہے خیمہ نشیں

گھات میں ہے کہ ملّتِ بیضا
اُن کی تابع ہو اور زیرِ نگیں

تازہ کیجیے جہاد کا جذبہ
دورِ اسلاف کا وہ سوزِ یقیں

سر فروشی ہماری فطرت ہے
پھر بہم ہوں برائے حرمتِ دیں

مر مٹیں گے نہ زیر ہوں گے کبھی
ہم کہ حافظ ہیں ملک و دینِ متیں

آپ کا ساتھ ہے خدا کا ساتھ
آپ کے اِذن سے ہی فتحِ مبیں

یہ عدو یوں مٹیں کہ اٹھ نہ سکیں
پھر نہ اُبھریں فسادیانِ لعیں

عرضِ خاور قبول ہو للہ!
ہو نگاہِ کرم اے نورِ مبیں!

طنز و مزاح

(قطعات)

کفر نے پھر سے لی ہے انگڑائی
بدتریں ممکنات کا ہے دور
خیز! مردانِ عالمِ اسلام
پھر یہ لات و منات کا ہے دور

☆

عالمی اتحاد کی داد و دہش
مل رہی ہے خوب مجھ کو بالیقیں
میرے اخلاص و مروت کا صلہ
زہر دیتا ہے بہ شکلِ انگبیں

☆

کہوں تقدیر اسے یا سادہ لوحی
مجھے ہر بار ڈستا ہے وہ افعی
وہ جس سوراخ سے اُس نے ڈسا تھا
اُسی سوراخ پر رکھتا ہوں انگلی

☆

نیا گان کہن کا دیں چہ معنی
معیشت کی ترقی کو بڑھاؤ
ریاست کا ہو لادینی عقیدہ
حکومت ''سیکولر مسلم'' بناؤ

اِدھر مرکز میں ہے جشنِ بہاراں
تو صوبوں میں بھی افواجِ ظفر موج
وزیروں اور مشیروں کے جلو میں
کفایت کی مہم ہے زوج در زوج

☆

بڑا نادار و مسکین ہے وطن کا
وزیروں اور مشیروں کا یہ ٹولہ
زکوٰۃ اب چونگی اِن کو ملے گی
زہے "غربت مکاؤ" کا یہ ڈھولا

☆

مفسد تریں یہود و نصاریٰ کے باب میں
ہے حکم "سرزمینِ عرب سے نکال دو"
آثار ہیں یہ قربِ قیامت کے دوستو!
اُن کو بسا لیا ہے تو بستر سنبھال لو

☆

غمِ افرنگ میں گو تن گھلا ہے
مگر ہر بار یہ عقدہ کھلا ہے
مرے جرمِ ضعیفی پر فرنگی
بہر صورت تباہی پر تلا ہے

☆

بھروسہ غیروں پہ اُنہی کی خدمت
منافق کی سیاست کی ہے حکمت
بڑا نقصان و ذلت پا چکا ہوں
خدایا! اب بدل دے میری فطرت

اسلحہ کس لئے بناتے ہو؟
نام کی دی ہے تم کو آزادی
حکمراں لاؤ میری مرضی کا
ورنہ غارت گری و بربادی

☆

چار سُو سے ہے کفر کی یلغار
کہ مسلماں کو اب فنا کر دے
منتظر یاں ہے عالم اسلام
کوئی اِس کے لئے ''دعا'' کر دے

☆

نہ حرّیت نہ غیرت اور توکل
نظر ہے غیر پر، دیں سے بھی رم ہے
ہو کیسے ہمکنار فصلِ ربی
دلِ مسلم کہ نخچیرِ صنم ہے

☆

ضابطے قائدے کے جو پابند
لفظ ''القائدہ'' سے بہرہ مند
اور ''لاقائدہ'' ستمگر غاصب
جبر و جور و ستم پہ ہیں خورسند

☆

اے یہود و ہنود و افرنگی!
خونِ ناحق ہیں کیا تمہی کو معاف؟
خونِ مسلم سے کھیلنا ہولی
کیا یہی ہے تمہارے ہاں انصاف؟

ترقی پا گیا ہے فی زمانہ
وطن کو چھوڑ کر میرا یہ ننھا
مرا یوسف تو جوزف بن گیا ہے
اور لیلیٰ Lilly ہے یونس یوحنا!

☆

یہ کیسا رنج انکل ہو گیا ہے
کہ ڈالر ڈارلنگ اب ہو گیا ہے
میں اپنا دکھڑا کس کے پاس روؤں؟
مرا ہر ماجھا گاماں کھو گیا ہے

☆

اللہ اللہ یہ زندگی کی بہار!
ہر بم و زیر کا صحت میں شمار
بیٹھتے اٹھتے اور لیٹے ہوئے
پاد پونڈوں کے، ڈالروں کے ڈکار

☆

سرحدوں کی حفاظتوں کے امیں
بھول جاتے ہیں چوکڑی ہر بار
کاش اِن سے بھی کوئی تو پوچھے
کب تلک یہ رہیں گے لیل و نہار؟

☆

کس فقہ کا یہ فتویٰ ہے مُفتی؟
سُود کو جو حلال کہتا ہے
حکمِ قرآں سے اِنحرافِ صریح
کیا تو اللہ سے جنگ لڑتا ہے؟

خاور سہروردی کی تصانیف پر چند آراء سے اقتباسات

شعاعیں: خاور سہروردی کی نعتوں میں جذبے کی فراوانی ہے۔ قلب و نظر کی شادمانی ہے۔ حبِ نبوی کی حدت ہے۔ اپنے مرشد کی عقیدت کی شدت ہے۔ (ڈاکٹر انور سدید "نوائے وقت")

فروغ و فراغ: اور خاور پارے: بنیادی دینی و اخلاقی قدروں کی پاسداری بالخصوص نمایاں ہے۔ نعت میں ان کے ہاں ایک تو روانی دیکھنے کی چیز ہے دوسرے عقیدت کا جوش حتیٰ کہ مجاز میں حقیقت کا رنگ نکھرتا ہے۔

خاور پارے: خاور پارے (قطعات) میں دوسری اصناف کے مقابلے میں طنز و مزاح کا رنگ زیادہ نمایاں ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ طنز و مزاح کی کاٹ اختصار میں جو کام کر جاتی ہے وہ طوالت میں ممکن نہیں اور اس کی کیفیت ماند پڑ جاتی ہے۔ (ریاض احمد ریاض)

قندیل خاوری: جب من سے اُجالا اترتا ہے تو تخلیقی فن شاعری کا روپ اختیار کر لیتا ہے جو خاور سہروردی کے کلام میں جلوہ زن ہے۔ وہ اچانک ادب کی شعری صنف کے میدان میں نہیں اترے بلکہ ان کے وجود میں خیال کی یہ آبشار ایک ترتیب کے ساتھ مدت سے موجزن تھی۔ (بیدار سرمدی)

خاور سہروردی اپنی طویل مشق سخن کے باوجود کسی نمایاں ادبی مقام کے حصول و قبول سے بے نیاز رہے ہیں۔ اس شان استغنا کے ساتھ مشق سخن کی مشقت برداشت کرنا ایک قابل داد کارنامہ ہے۔ (پروفیسر جعفر بلوچ)

ملفوظات ابوالفیض سید قلندری علی سہروردیؒ:

(1) پڑھنا اور بات ہے، تاثر حاصل کرنا اور بات لہٰذا میں نے اس کتاب کو BedBook بنا لیا ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ صاحب کتاب بذات خود کتاب میں موجود ہیں۔ (ممتاز مفتی)

(2) ممکن ہے یہ سعادت بھی اس مرد قلندر کی کھلی کرامت ہے جن کی نورانی محفلوں کی یہ روائیداد ہے۔ عالم ارواح کا تعلق نمایاں نظر آتا ہے۔ (محمد اشرف خان مصنف "فقر اک رسول")

(3) The Book is simply splendid in all respect
and is perfect answer to the request

باز گو از نجد و از یاران نجد   تا در و دیوار را آری بہ وجد

(Pir Mohammad Shafi Soharwardi. M.Sc